ن۔م۔راشد

سالِ ولادت:۱۹۱۰ء　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　سالِ وفات:۱۹۷۵ء

''نذر محمد راشد'' گوجرانوالہ کے قصبہ اکال گڑھ (جسے آج کل علی پور چٹھہ کہتے ہیں) میں ۱۹۱۰ء میں پیدا ہوئے۔ ان کا اصلی نام نذر محمد اور قلمی نام ن۔م۔راشد ہے۔ ان کے دادا راجا غلام رسول چشتی طبیب، عالم اور شاعر تھے۔ شاعری میں ان کا تخلص ''غلامی'' تھا۔ ن۔م راشد کے والد راجا فضل الٰہی چشتی بھی شعری ذوق کے مالک تھے اور گاہے بگاہے شعر کہہ لیا کرتے تھے۔ انھیں فارسی شاعری کے ساتھ بہت لگاؤ تھا۔ راشد نے حافظ، سعدی، غالب کی شاعری سے انھی بزرگوں کی بدولت آشنائی حاصل کی۔

۱۹۲۶ء میں گورنمنٹ ہائی سکول اکال گڑھ سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ اسی سال اعلیٰ تعلیم کے لیے گورنمنٹ کالج لائل پور (جو اب ''فیصل آباد'' کہلاتا ہے) میں داخلہ لے لیا۔ ۱۹۲۸ء میں یہاں سے انٹرمیڈیٹ کا امتحان پاس کرنے کے بعد گورنمنٹ کالج لاہور میں داخلہ لے لیا جہاں سے ۱۹۳۰ء میں بی۔اے اور ۱۹۳۲ء میں ایم۔اے اقتصادیات کے امتحان پاس کیے۔ دورانِ تعلیم وہ گورنمنٹ کالج لاہور کے ادبی مجلّہ ''راوی'' کے حصۂ اُردو کے ایڈیٹر رہے۔ اس دوران ''راوی'' میں راشد کی نظمیں اور مضامین بھی شائع ہوتے رہے۔ وہ کالج کی ''بزمِ سخن'' کے سیکرٹری بھی رہے اور مباحثوں اور تقریری مقابلوں میں شرکت کرتے رہے۔

۱۹۳۴ء میں اُنھوں نے مولانا تاجور نجیب آبادی کے رسالہ ''شہکار'' کی ادارت کی۔ انھوں نے عملی زندگی کا آغاز ملتان کے کمشنر آفس میں ایک معمولی ملازمت سے کیا۔ اسی زمانے میں انھوں نے پہلی آزاد نظم ''جرأت پرواز'' لکھی۔ ان کی سب سے زیادہ حیران کر دینے والی نظم ''اتفاقات'' تھی جو ۱۹۳۵ء میں ''ادبی دنیا'' میں شائع ہوئی۔ قیامِ ملتان کے دوران میں وہ ایک سال تک خاکسار تحریک سے بطور ''ضلع سالار'' وابستہ رہے۔

۱۹۳۹ء میں راشد کو بطور نیوز ایڈیٹر آل انڈیا ریڈیو میں اچھی ملازمت مل گئی۔ ۱۹۴۳ء میں انھیں فوج میں عارضی کمیشن ملا اور مختلف ممالک میں بطور ''پبلک ریلیشنز آفیسر'' خدمات سرانجام دینے کا موقع ملا۔

۱۹۴۸ء میں وہ پھر سے آل انڈیا ریڈیو سے وابستہ ہوگئے اور قیامِ پاکستان کے بعد پاکستان کے مختلف ریڈیو اسٹیشنوں پر ریجنل ڈائریکٹر کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔ ۱۹۵۲ء میں انھوں نے اقوام متحدہ کی ملازمت اختیار کر لی اور مختلف ممالک میں بطور ڈائریکٹر اطلاعات کام کیا۔ ۱۹۷۳ء میں ریٹائرمنٹ کے بعد انھوں نے لندن میں مستقل سکونت اختیار کر لی اور یہیں ۹۔ اکتوبر ۱۹۷۵ء کو انتقال کر گئے۔

راشد کو بچپن ہی سے علمی و ادبی ماحول میسر رہا۔ اس لیے وہ شروع ہی سے شعر و سخن کی طرف مائل تھے۔ وقت کے ساتھ ساتھ اس شوق میں اضافہ ہوتا گیا۔ وہ پوری توجہ سے لکھنے کی طرف راغب رہے جس کے نتیجہ میں وہ زمانہ طالب علمی ہی سے بطور شاعر معروف ہوگئے۔ انھوں نے اپنی شاعری کا آغاز روایتی غزل اور پابند نظم سے کیا جو بھرپور رومانوی رجحانات کی حامل تھی۔ جدید مغربی شعرا کے زیرِ اثر انھوں نے نظم نگاری کی طرف بھی توجہ دی اور آزاد نظم کی طرف خصوصی طور پر توجہ مبذول کی۔ یوں راشد نے روایت سے انحراف بھی کیا اور انحراف کو روایت سے ملائے بھی رکھا۔

راشد کی نظموں میں تخیل کی جدّت طرازی کے ساتھ ساتھ افسانوی اور ڈرامائی عناصر بھی نمایاں ہیں۔ ان کی نظموں میں شاعر کے واحد متکلم ہونے کے بجائے ایک یا ایک سے زیادہ کردار ملتے ہیں اور موقع کی مناسبت سے کہیں خود کلامی اور کہیں مکالمے کا انداز نظر آتا ہے۔ گویا روایتی نظم نگاری کے برعکس آزاد نظم میں ایک منطقی انداز کے برعکس ایک متحرک تصورِ زمان و مکاں ملتا ہے۔ راشد کی شاعری کا مرکز و محور آفاقی انسان ہے جو اقدار کی شکست و ریخت میں اپنے وجود کے معنی و مفہوم کھو بیٹھا ہے۔ راشد اسے اس کے وجود کا احساس دلاتے ہیں۔

راشد کی تصانیف ''ماورا''، ''ایران میں اجنبی''، ''لا=انسان'' اور ''گمان کا ممکن'' ہیں۔ نظم ''زندگی سے ڈرتے ہو'' ان کی نمائندہ نظموں میں سے ایک ہے۔

زندگی سے ڈرتے ہو؟

............زندگی سے ڈرتے ہو؟
زندگی تو تم بھی ہو، زندگی تو ہم بھی ہیں!
آدمی سے ڈرتے ہو؟
آدمی تو تم بھی ہو، آدمی تو ہم بھی ہیں!
آدمی زباں بھی ہے، آدمی بیاں بھی ہے،
اس سے تم نہیں ڈرتے!
حرف اور معنی کے رشتہ ہائے آہنگ سے، آدمی ہے وابستہ
آدمی کے دامن سے زندگی ہے وابستہ
اس سے تم نہیں ڈرتے!
''ان کہی'' سے ڈرتے ہو
جو ابھی نہیں آئی، اُس گھڑی سے ڈرتے ہو
اُس گھڑی کی آمد کی آگہی سے ڈرتے ہو!
............پہلے بھی تو گزرے ہیں،
دورِ نارسائی کے، ''بے ریا'' خُدائی کے
پھر بھی یہ سمجھتے ہو، ہیچ آرزومندی
یہ شبِ زباں بندی، ہے رہِ خداوندی!
تم مگر یہ کیا جانو،
لب اگر نہیں ہلتے، ہاتھ جاگ اُٹھتے ہیں
ہاتھ جاگ اُٹھتے ہیں، راہ کا نشاں بن کر
نور کی زباں بن کر
ہاتھ بول اُٹھتے ہیں، صبح کی اذاں بن کر
روشنی سے ڈرتے ہو؟
روشنی تو تم بھی ہو، روشنی تو ہم بھی ہیں،

روشنی سے ڈرتے ہو!
......شہر کی فصیلوں پر
دیو کا جو سایہ تھا پاک ہو گیا آخر
رات کا لبادہ بھی
چاک ہو گیا آخر، خاک ہو گیا آخر
اژدہامِ انساں سے فرد کی نوا آئی
ذات کی صدا آئی
راہِ شوق میں جیسے راہرو کا خوں لپکے
اک نیا جنوں لپکے!
آدمی چھلک اُٹھے
آدمی ہنسے دیکھو، شہر پھر بسے دیکھو
تم ابھی سے ڈرتے ہو؟

☆☆☆

مشق

1- مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات لکھیں۔

i- نظم ''زندگی سے ڈرتے ہو؟'' کا مرکزی خیال کیا ہے؟

ii- ''زندگی سے ڈرتے ہو؟'' میں ''آدمی سے ڈرتے ہو؟'' سے شاعر کی کیا مراد ہے؟

iii- حرف اور معانی کے رشتہ سے شاعر کیا بات سمجھانا چاہتا ہے؟

iv- نظم ''زندگی سے ڈرتے ہو؟'' نظم کی کون سی صنف ہے؟

2- نظم ''زندگی سے ڈرتے ہو؟'' کو پیشِ نظر رکھ کر مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات میں سے درست جواب کے شروع میں (✓) کا نشان لگائیں۔

i- ''زندگی سے ڈرتے ہو'' کا شاعر کون ہے؟

ا۔ خوشی محمد ناظر ب۔ حالی ج۔ فیض احمد فیض د۔ ن۔م۔راشد

ii- یہ نظم کس صنف سے تعلق رکھتی ہے؟

ا۔ پابند نظم ب۔ نثری نظم ج۔ آزاد نظم د۔ معّریٰ نظم

iii- ن۔م۔راشد کہاں پیدا ہوئے؟

ا۔ لاہور میں ب۔ گوجرانوالا میں ج۔سیالکوٹ میں د۔ فیصل آباد میں

iv- ریٹائرمنٹ کے بعد وہ کہاں آباد ہوئے؟

ا۔ لندن میں ب۔ پیرس میں ج۔ نیویارک میں د۔ گوجرانوالہ میں

3- ن۔م۔راشد پر ایک مختصر سوانحی تنقیدی نوٹ لکھیں۔

4- ''زندگی سے ڈرتے ہو؟'' کا خلاصہ اپنے الفاظ میں بیان کریں۔

5- ''زندگی سے ڈرتے ہو؟'' کا فکری وفنی جائزہ لیں۔

6- مندرجہ ذیل مصرعوں کی وضاحت کریں:۔

i- آدمی زباں بھی ہے آدمی بیاں بھی ہے ii- جو ابھی نہیں آئی اس گھڑی سے ڈرتے ہو

iii- ہاتھ جاگ اٹھتے ہیں راہ کا نشاں بن کر iv- روشنی تو تم بھی ہو روشنی تو ہم بھی ہیں

7- خالی جگہ پر کریں۔

i- آدمی زبان بھی ہے آدمی..........بھی ہے ii- لب اگر نہیں ہلتے..........جاگ اٹھتے ہیں

iii- ہاتھ بول اٹھتے ہیں، صبح کی..........بن کر iv- ذات کی..........آئی

☆☆.....☆☆.....☆☆